غضنفر علی - سکالر

شیخ فریدالدین عطارؒ

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ کا شمار اپنے وقت کے عظیم المرتبت صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ علم و عرفان اور مجاھدہ و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے، آپ کا نام محمد بن ابوبکر ابراہیم بن اسحاق[1]، کنیت ابوحامد یا ابوطالب، لقب فریدالدین عطار۔ آپ نے ۵۱۳ھ میں نیشاپور کی سرزمین کو اپنی ولادت سے مشرف کیا۔ عالم طفولیت میں ہی والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے اور پھر خلعت یتیمی میں ہی پروان چڑھے۔ آپ کے احوال و آثار سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے، چنانچہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف تذکرۃ الاولیاٗ کے اسباب تصنیف میں رقمطراز ہیں کہ "مجھے بچپن ہی سے اولیاٗ کرام سے ایک گونہ قلبی لگاؤ تھا اور انہیں کے ذکر خیر سے میرے دل کو سکون ملتا اور مجھ میں ہمیشہ یہ چاہت رہتی کہ میں اولیاٗ کرام کے ذکر کے بغیر کسی اور کا ذکر نہ سنوں اور نہ ہی کسی کا ذکر کروں[2]۔" تو گویا ان کی روحانی خوراک اور دل کا سکون صرف اولیاٗ کرام کا ذکر سننا یا سنانا تھا۔

آپ کا روحانیت کی طرف مایل ہونا تذکروں میں کچھ اس طرح درج ہے کہ آپ ایک روز اپنے عطار خانہ میں گاہکوں کے ساتھ اس قدر مصروف تھے کہ ایک بندۂ خدا نے صدا دی۔ لیکن آپ نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ انتظار کرنے کے بعد اس بندۂ خدا نے کہا فرید بولتے کیوں نہ ہو کہ جان کیسے دو گے؟ آپ نے اس فقیر کا کلام سننے پر اپنا جواب

اس طرح پیش کیا جیسے تم ! اس بندہ خدا نے کہا میری طرح کیا دوگے ؟ یہ کہہ کر کشکول سر کے نیچے رکھا اور اپنی جان دے دی"۔ کہتے ہیں کہ آپ اس واقعہ سے اتنے زیادہ متاثر ہوئے کہ کھڑے کھڑے تمام عطار خانہ کو مخلوق خدا میں تقسیم کردیا اور پھر اصلی زندگی کی تلاش میں نکل پڑے۔ لیکن اس واقعہ کا ذکر شیخ عطار نے اپنی کسی تصنیف میں نہیں کیا ہے۔ بلکہ آپ کے آثار سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ تصوف اور فقر کی دنیا میں آنے کے بعد بھی وہ اپنے پیشے سے منسلک رہے اور اسی حالت میں اسرار اور عرفان کے حقایق پر کتابیں لکھتے رہے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں ؎

مصیبت نامہ کاندوہ نہان است
الٰہی نامہ کاسرار عیان است

بہ دارو خانہ ہر دو کردم آغاز
چہ گویم زود رستم زین و آن باز

جیسا کہ پہلے ہی ذکر ہوا ہے کہ آپ پیشہ کے لحاظ سے عطار تھے لیکن خواجہ کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ صرف عطار ہی نہیں بلکہ طبیب حاذق بھی تھے چنانچہ فرماتے ہیں ؎

بہ دارو خانہ پانصد شخص بودند
کہ در ہر روز نبضم می نمودند

خواجہ صاحب نے اگرچہ بہت سارے بزرگوں سے کسب فیض کیا لیکن خرقۂ فقر مجد الدین بغدادیؒ سے حاصل کیا تھا۔ مجد الدین بغدادی خوارزم شاہ کے طبیب خاص تھے۔ شیخ عطارؒ کی تصانیف سے واضح ہوجاتا ہے کہ آپ نہ صرف عارفوں کے حالات کی تلاش میں رہے اور ان کے اسرار و رموز معلوم کرنے میں اپنی زندگی بسر کی بلکہ وہ تمام عمر عالم عرفان کی وادیوں میں سیر کرتے رہے اور عشق الٰہی کی شمع پر اپنی ہستی کے پروانہ کو جلاتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ عارفوں کے سرتاج مولانا جلال الدین رومی انہیں اپنا بزرگ اور پیشوا تسلیم کرکے فرماتے ہیں۔ ؎

هفت شہر عشق را عطار گشت
ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

عطار روح بود سنائی دو چشم او
ما از پی سنائی و عطار آمدیم

خواجہ صاحب کی تصانیف اگرچہ بہت ہیں لیکن ان میں الہٰی نامہ، اسرار نامہ، جواہر نامہ، شرح القلب، مصیبت نامہ، مقامات طیور یا منطق الطیر اور پند نامہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ غزلوں اور قصائد کا بھی دیوان ہے۔ اشعار کی کل تعداد ایک لاکھ سے زاید ہے۔

یہاں پر آپ کی تمام تصانیف پر بات کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا آپ کی مشہور و معروف کتاب "منطق الطیر" کا اختصار کے ساتھ ذکر کرنے کی جسارت کروں گا۔

منطق الطیر:۔ جہاں تک اس نام کا تعلق ہے خواجہ عطار نے یہ نام قرآن شریف سے لیا ہے جس کے معنی ہیں "پرندوں کی زبان" چنانچہ قرآن کریم میں سورۂ نمل کی سولھویں آیت میں ارشاد ہوا ہے۔ "وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝"

ترجمہ:۔ "اور پھر سلیمان داود کے وارث ہوئے اور انہوں نے کہا کہ لوگو مجھے پرندوں کی باتوں کا علم دیا گیا ہے اور ہر فضیلت کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے اور یہ خدا کا کھلا ہوا فضل و کرم ہے"۔

یہ کتاب ۴۴۵۸ ابیات پر مشتمل ہے جو "بحر رمل مسدس مقصور محذوف" میں لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کی ابتداء خواجہ عطار نے ان اشعار سے کیا ہے ؎

آفریں جاں آفریں پاک را
آنکہ جاں بخشید و ایماں خاک را

عرش را بر آب بنیاد او نهاد
خاکیان را عمر بر باد او نهاد
آسمان را در زبردستی بداشت
خاک را در غایت پستی بداشت

آن یکی را جنبش مادام داد
وین دگر را دائماً آرام داد ۹

شیخ عطار اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، نعت رسول مقبولؐ اور مناقب خلفائے راشدینؓ کے بعد اصلی موضوع پر آتے ہیں۔ اس داستان کا آغاز عطار اس طرح کرتے ہیں کہ ایک دن تمام پرندے ایک جگہ پر جمع ہو گئے اور فیصلہ کیا کہ کوئی بھی شہر ایسا نہیں ہے جس میں اس کا شہریار نہ ہو تو ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے شہریار کو ڈھونڈ نکالیں۔ ھدھد جس کو پرندوں کا قاصد مانا جاتا ہے بولا کہ اس شہریار کا نام سیمرغ ہے۔ ھدھد نے وعدہ کیا کہ وہ پرندوں کو سیمرغ کی بارگاہ تک پہنچا دے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دور دراز سفر کے لیے تیار ہو جائیں اور جن ترکالیف کا سامنا اس راستہ میں کرنا پڑے ان کو برداشت کریں۔ یہ سن کر بہت سارے پرندوں نے اسی وقت عذر پیش کیے اور بہانہ تراشی کی۔ ہر کوئی دشواریاں دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا۔ یہاں تک کہ صرف تیس پرندے رہ گئے جو عالم عرفان کی سات وادیوں یعنی جستجو، عشق، معرفت، استغنا، توحید، حیرت اور فنا، کو طے کر کے سیمرغ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے اپنے آپ کو آئینہ کے مقابل پایا۔ انھوں نے چاہا کہ سیمرغ کو دیکھیں لیکن وہی تیس پرند کے بغیر کوئی دکھائی نہ دیا۔ یہاں پہنچ کر وہ اصلی حقیقت سے باخبر ہو گئے کہ اصل میں سیمرغ وہی تیس پرندے ہیں۔ جس سے وہ بے خبری کے عالم میں باہر تلاش کر رہے تھے۔

دراصل خواجہ عطار نے سیمرغ کا نام لیکر اور سات وادیوں کا ذکر کر کے یہ واضح کیا ہے کہ جب تک نہ انسان میں جد و جہد کا جذبہ پیدا ہو جائے اُس وقت تک

وہ کامیابی کی منزلوں کو طے نہیں کرسکتا ہے۔ اور جب تک نہ انسان اپنے گریبان میں جھانک کر غور و فکر کے سمندر میں ڈوب جائے وہ کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا ہے "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اسی نکتے کو حافظ شیرازی نے بھی لطیف انداز میں یوں بیان کیا ہے ؎

سالہا دل طلب جام جم از ما می کرد
وانچہ خود داشت زبیگانہ تمنا می کرد [۱۰]

پاورقیھا

۱۔ شعر العجم جلد دوم ۔ صفحہ ۶

۲۔ مقدمۃ تذکرۃ الاولیاء چاپ دوم صفحہ ۳۸ — ۳۵۳۵ تہران

۳۔ نفحات الانس از عبدالرحمٰن جامی بحوالۂ مقدمۂ منطق الطیر چاپ دوم تہران، صفحہ ۵

۴۔ خسرو نامہ بحوالۂ تذکرۂ ریاض العارفین۔ چاپ تہران، صفحہ ۱۷۲

۵۔ ایضاً

۶۔ شعر العجم جلد دوم ۔ صفحہ ۷

۷۔ تذکرۂ ریاض العارفین صفحہ ۱۷۲

۸۔ شعر العجم جلد دوم صفحہ ۸

۹۔ منطق الطیر از شیخ فریدالدین عطار صفحہ ۱

۱۰۔ دیوان حافظ، چاپ سوم تہران ۔ صفحہ ۲۴۱

شعبہ فارسی میں نئی

مولانا رومی

ریسرچ لائبریری

کشمیر یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر

پروفیسر عبد الواحد قریشی کے ہاتھوں

افتتاح

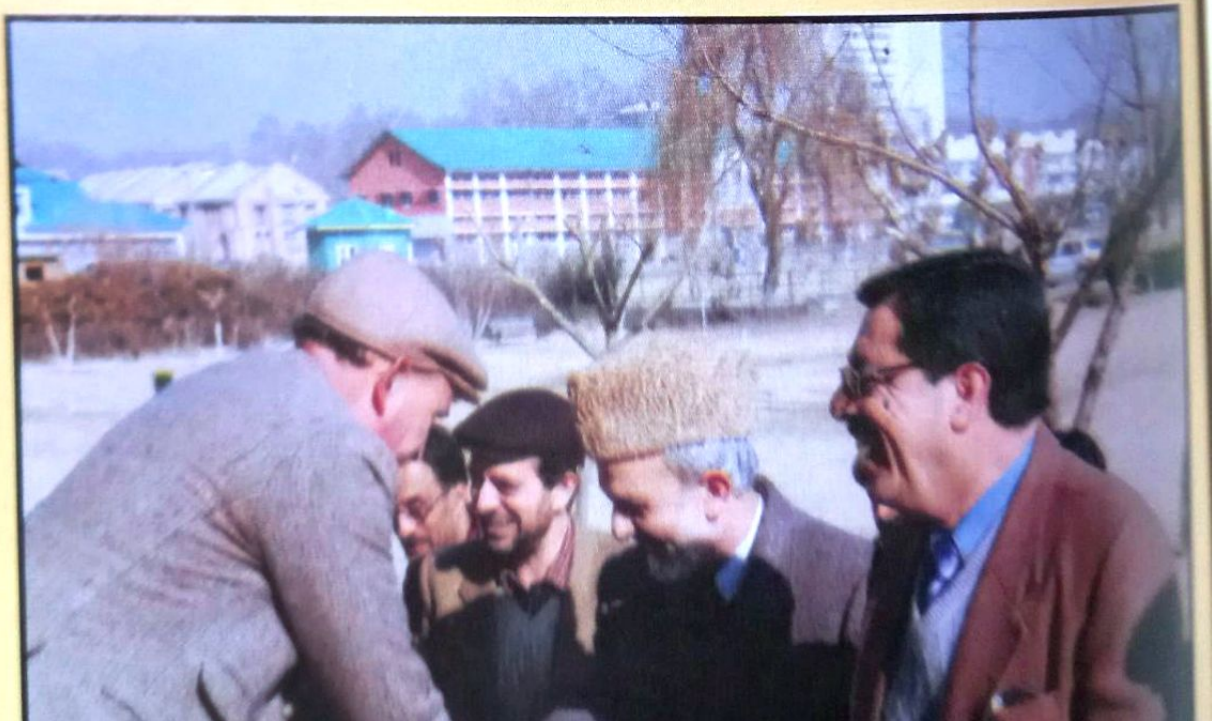

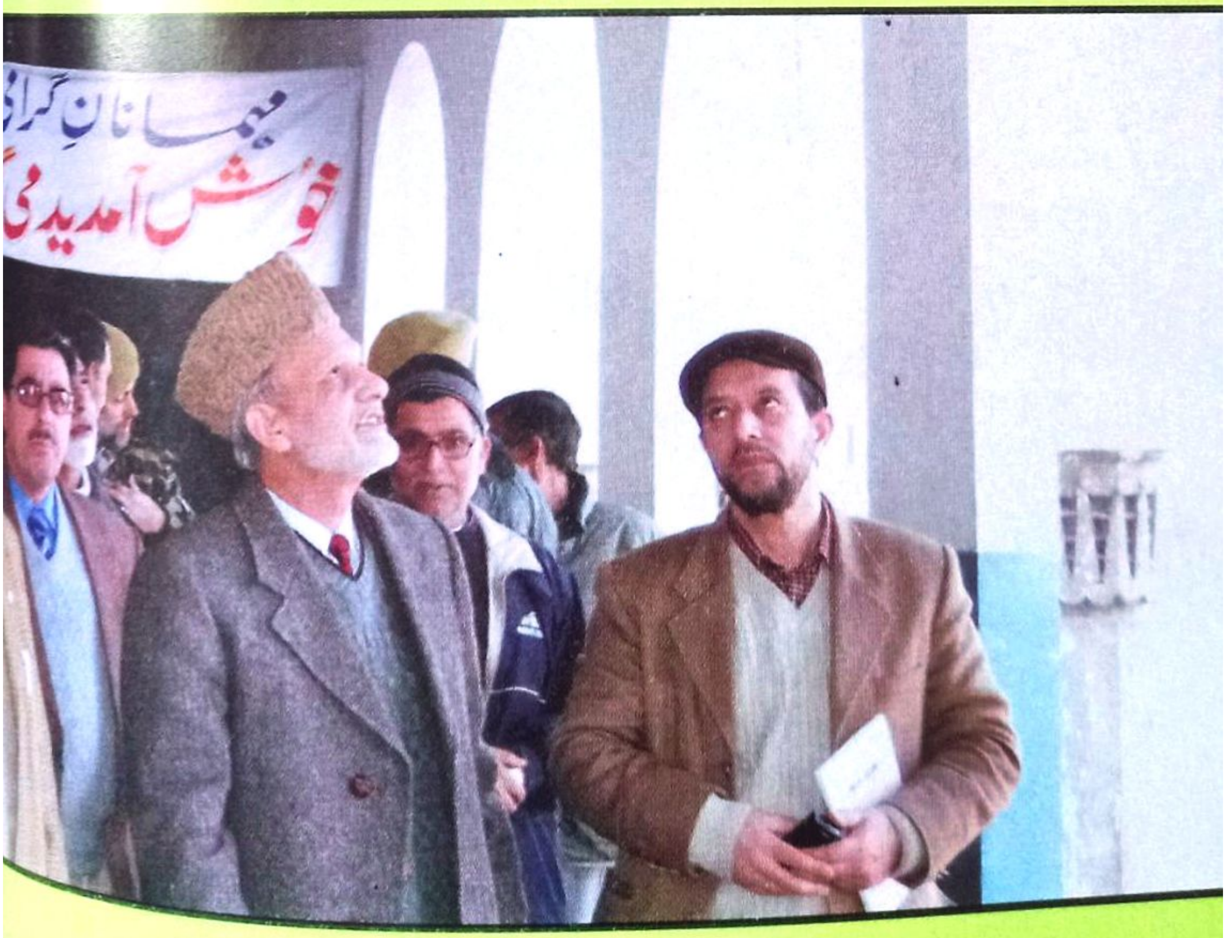
مہمانانِ
خوش آمدید